تحریر: عبداللہ الخضری صاحب
ترجمہ :- نفیس العمری صاحب

الدُّعاء

کلمہ دعا قرآن کے اندر متعدد معانی میں آیا ہے۔

۱:- عبادت کے معنی میں۔

لاتدع من دون اللہ ما لا ینفعك ولا یضرك (سورۃ یونس ۱۰۶)	اللہ کو چھوڑ کر اسے نہ پکارو جو تمہیں فائدہ اور نقصان نہیں پہونچا سکتا

۲:- فریاد کے معنی میں۔

وادعوا شہداءکم من دون اللہ (البقرۃ ۲۳)	"اللہ کے سوا اپنے ساتھیوں سے مدد لو"

۳:- سوال کے معنی میں۔

ادعونی استجب لکم (غافر ۶۰)	"مجھ سے سوال کرو میں تمہارا سوال پورا کروں گا"۔

۴:- پکار کے معنی میں۔

یوم یدعوکم (الاسراء ۵۲)	"جس روز ہم تمہیں پکاریں گے"

۵:- تعریف وستائش کے معنی میں۔

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن (الاسراء ۱۱۰)	"چاہے اللہ کہو یا رحمٰن کہو"

۶:- قول کے معنی میں۔

دعواھم فیھا سبحانك اللھم (یونس ۱۰)	"ان کا کلام وہاں سبحانک اللھم ہوگا"

لیکن شریعت میں اس کا معنی اللہ کے پاس جو خیر ہے اس کا درد کر سوال کرنا اور اس کے حصول کے لئے خاکساری سے کام لینا ہے۔

(۲) کیا دعاء عبادت ؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین ( )

اس میں اللہ نے ہمیں دعاء اور سوال کرنے کی دعوت دی ہے اور جو دعاء نہیں کرتا انہیں ان میں شمار کیا ہے جو اللہ کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں، اور اسی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دعا عبادت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صراحت فرمائی ہے چنانچہ نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، الدعاء ھو العبادۃ یعنی دعا ہی عبادت ہے اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

لہٰذا دعاء عبادت بلکہ اہم عبادات میں داخل ہے۔

دُعاء کا فضل اور اس کا فائدہ

دعاء اللہ کے نزدیک سب سے عزیز ہے اور ابو ہریرہ کی روایت ہے یہ ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیس شئی اکرم علی اللہ من الدعاء (ترمذی ۳۹۷/۹ ابن ماجہ ۹۲۱ احمد ۲/ ۳۶۲) کہ اللہ کے نزدیک دعاء سے عزیز تر کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ دعاء فقر و بے بسی اور تذلل اور اللہ کی قوت وقدرت کا اقرار ہوتا ہے اور جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ دعاء عبادت ہے اس لئے صاحب دعاء کی دعاء قبول نہ ہو تو بھی اسے دعاء کا ثواب ملتا ہے۔

کوئی یہ سوال کرسکتا ہے کہ دعاء سے کیا فائدہ ہے کیونکہ جس چیز کی دعاء کی جارہی ہو اگر مقدر میں ہے تو حاصل ہو کر رہے گی چاہے اس کے لئے دعاء کی جائے اور اگر مقدر میں نہیں ہے تو نہیں ملے گی، علامہ ابن قیم نے اس کا جواب دیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ یہ انداز فکر تمام اسباب ہی کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آسودگی اور سیرابی اگر تمہارے مقدر میں ہے تو اسکا ہونا ضروری ہے چاہے کھاؤ یا نہ کھاؤ، پیو یا نہ پیو اور اگر مقدر میں نہیں ہے تو کھانے یا نہ کھانے سے حاصل نہیں ہوسکتی۔

اگر اولاد مقدر میں ہے تو اس کا ہونا ضروری ہے چاہے بیوی سے ہم بستری

کیا جائے بانہ کیا جائے اور اگر مقدر میں نہیں تو شادی بیاہ ضرورت ہی نہیں ہے اس لئے تمام اسباب وسائل کے سلسلے میں یہ بات آسکتی ہے لہٰذا ایک صاحب عقل ایسی بات نہیں کرسکتا (الجواب الکافی ص)

دُعار اور مُقدّر

درست مذہب یہ ہے کہ اس چیز کا اعتقاد رکھا جائے کہ اشیاء کا وجود اور حدوث ان کے اسباب کے وجود سے وابستہ ہوتا ہے۔ یعنی دانے کا مقدر اگنا ہے لیکن یہ مقدر اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اس کے اسباب کو بروئے کار لایا جائے اور اس کی حفاظت اور اسے سیراب کیا جائے۔

آئندہ حدیث اس کی وضاحت کر رہی ہے ثوبان سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لایزید فی العمر الا بالبر ولا یرد القضاء الا الدعاء وان الرجل یحرم الرزق بخطیئة یعملها (حدیث ابن ماجہ ۹۰ احمد ۵ / ۲۷۷)

یعنی حسن سلوک اضافہ عمر کا باعث ہے اور یہ سبب وجود میں آجاتا ہے تو جس چیز کا سبب ہوتا ہے وہ بھی وجود پذیر ہو جاتی ہے اور سب مقدر بھی ہے۔

جو مقدر میں ہو دعار اسے کیسے رد کرسکتی ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ بیمار ہو جانا ایسی چیز ہے جو کسی کے مقدر میں ہے اسلئے اس کا شفار کیلئے دعار کرنا بھی اس کے مقدر میں ہوتا ہے اور ایسے ہی ایک شخص کی قسمت کا رزق نہیں تھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ازل سے یہ علم ہے کہ یہ شخص ایسی برائی میں ملوث ہو جائے گا جو اس کے مقدر کو رد کر دے گی اور یہ سب کچھ اللہ کے قدر و انداز ے سے ہوتا ہے اس سلسلے میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔

چنانچہ معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ مقدر سے پرہیز بے سود ہے لیکن دعا اس میں بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکا ہے اور جو ابھی نازل نہیں ہوا ہے اس لئے اللہ کے بندے دعار کرتے رہو (احمد ۵ / ۲۳۴ و لہ شواہد یرتقی بہا الی درجۃ الحسن)

ایسے ہی سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر (ترمذی) قضار کو دعا ہی رد کرسکتی ہے اور حسن سلوک ہی عمر میں اضافہ کرتا ہے اور اس کی تائید ترمذی کی اس

حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

"علی الارض مسلم یدعو اللہ تعالیٰ بدعوۃ الا اتاہ ایاھا أو صرف عنہ من السوء مثلھا مالم یدع بماثم أو قطیعۃ رحم"

(ترمذی ۱۰/۲۴)

ترجمہ:۔ روئے زمین پر جو مسلمان کوئی بھی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دیتا ہے یا اس سے اس کے برابر تکلیف کو دور کر دیتا ہے جب تک نافرمانی یا رشتے کو توڑنے کی دعا نہیں کرتا۔

یہیں سے دعا کی قدر و قیمت اور اس کا فائدہ سامنے آجاتا ہے اور دعا کے عبادت ہونے کی وجہ سے دعا پر ثواب ملتا ہے اور ایسے ہی برے مقدر کو دعا رد کر دیتی ہے اور اچھائیوں کو قریب تر کرتی ہے۔ ابن حجر اس مقام پر فرماتے ہیں کہ دعا کا فائدہ اللہ کے حکم کی بجا آوری کے ذریعہ ثواب حاصل کرنا ہے اور ہو سکتا ہے کہ جس چیز کے لئے وہ دعا کر رہا ہے اس کے مقدمات ہو لیکن دعا پر موقوف ہو۔ اس لئے کہ اسباب اور ان کے اثرات اللہ ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔

۵:۔ جو خدا سے سوال نہیں کرتا اس سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ کیونکہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

"من لم یسال اللہ یغضب علیہ" (ترمذی ۹/۳۱۳، ابن ماجہ ۳۸۲۷، مسند ۲/۴۷۷)

ترجمہ:۔ جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

اس لئے کہ سوال نہ کرنا اللہ سے تکبر اور اللہ سے استغنا ہے جو جائز نہیں اور کوئی بھی شخص اللہ کے غضب کو پسند نہیں کر سکتا اور اس کی مخالفت کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا اور میرا خیال ہے کہ کسی کو اس کا شوق نہیں ہو سکتا۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

اللہ یغضب ان ترکت سوالہ

وتری بنی آدم حین یسال یغضب

کہ اللہ نہ سوال کرنے سے ناراض ہوتا ہے اور انسان سوال کئے جانے پر ناراض ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سوال کئے جانے کو پسند فرماتا ہے۔

عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین کا کوئی مسلمان اللہ سے کوئی دعاء کرتا ہے تو وہ اسے دیتا ہے یا اسی کے برابر اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے جب تک نافرمانی اور رشتہ کو توڑنے کی دعاء نہیں کرتا۔ اس پر ایک صحابی نے سوال کیا کہ تب تو ہم بہت زیادہ دعاء کریں گے آپ نے فرمایا کہ اللہ (کے پاس) بہت زیادہ ہے (ترمذی ۱۰/۲۴)

مسلمان کی دُعاء قبول ہوتی ہے

اس کا ثبوت مذکورہ حدیث اور آئندہ جابرؓ کی حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب کوئی اللہ سے کوئی دعاء کرتا ہے تو اللہ اس کا سوال پورا کر دیتا ہے یا اس کے برابر تکلیف اس سے ٹال دیتا ہے، جب تک نافرمانی اور رشتہ کو توڑنے کی دعاء نہ کرے (ترمذی ۹/۳۲۳)

اور حدیث میں اس کا بیان ہے کہ اللہ نے اپنے اوپر یہ واجب کر لیا ہے کہ ہر ایک کی دعاء قبول فرمائے گا بشرطیکہ دعاء قبول کرنے کی شرطیں موجود ہوں پھر یہ سوال پورا کرتا ہے یا پھر اس کے سوال کو پورا نہیں کرتا تو اسی کے برابر اسے اس کے عوض میں مصائب دور کر دیتا ہے جب تک کی نافرمانی کی دعاء نہ ہو۔

دُعاء کی صفت

اس فصل کی اہم چیز دعاء کی صفت کا علم حاصل کرنا ہے جو یہ ہے۔

۱:۔ **دونوں ہاتھ بلند کرنا**:۔ اور یہ جائز ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کے بعد صحابہ اور امت کا اس پر عمل رہا ہے، چنانچہ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کیا اور اپنا دونوں ہاتھ بلند کیا اور میں نے آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی اور ابن عمر کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعاء فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَبرأُ اِلَیكَ مِمَّا صنع خَالِدٌ۔

ترجمہ:۔ کہ اے اللہ میں خالد نے جو کچھ کیا ہے اس سے بری ہوں۔

اور حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر دونوں ہاتھ اٹھائے کہ میں نے آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ (بخاری ۱۱/۱۴۱)

اور سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب باحیا اور فیاض ہے، جب دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے خالی واپس کرتے ہوئے شرم آتی ہے (ابوداؤد ۱۴۷۴، ابن ماجہ ۳۸۶۵)

ب):۔ دونوں ہاتھ شانوں کے برابر اٹھانا اور استغفار کے وقت انگلیوں سے اشارہ کرنا

کیونکہ ابن عباس سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر اٹھاؤ اور استغفار یہ ہے کہ ایک انگلی سے اشارہ کرو اور ابتہال یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پورا پھیلا دو۔ (ابوداؤد ۱۴۷۵)

رہی انس کی یہ روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقار کے سوا کسی اور دعار میں اتنا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگے۔ (متفق علیہ)

یہ اس باب کی اور حدیثوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کیفیت کے ساتھ استسقار میں ہاتھ اٹھاتے تھے اور ابن عباس کی مذکورہ حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

(ج) ، ہتھیلی کے اندرونی حصہ کے ذریعے دعار اسلئے کہ مالک بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سوال کرو تو ہتھیلیوں کے باطن سے سوال کرو ان کی پشت سے مت سوال کرو (ابوداؤد ۱۴۷۲) اور یہی اس سائل کی کیفیت ہوتی ہے جو ملنے کا انتظار کر رہا ہو۔